ڈاکٹر شاکر حسین خان کی تحریر
”مراتبِ توحید“ سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ
افکار کی روشنی میں

معارف

مجلس دار المصنفین کا ماہوار علمی رسالہ

ستمبر ۲۰۱۶ء

دار المصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ۔ (ہند)

مراتب توحید
سلطان سید اشرف جہاں گیر سمنانیؒ
کے افکار کی روشنی میں

ڈاکٹر شاکر حسین خان

حضرت سلطان سید اوحد الدین اشرف جہاں گیر سمنانیؒ آٹھویں صدی ہجری کے نامور صوفی بزرگ ہیں جن سے سلسلہ اشرفیہ کی ابتداء ہوئی، وہ ریاست سمنان (خراسان) کے حکمران تھے۔ (۱)

اللہ تعالیٰ نے انہیں انسانیت کی اصلاح کے لیے منتخب فرمایا۔ چنانچہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی محبت میں انسانوں کی فلاح کی خاطر بادشاہت کو خیرباد کہہ دیا اور خلق خدا کو نیکی کی راہ پر گامزن کرنے میں مصروف ہو گئے۔

اپنے والد ماجد سلطان سید محمد ابراہیمؒ کی وفات کے بعد سترہ سال کی عمر میں ریاست سمنان کے وارث بنے، ان کا میلان درویشی کی جانب تھا، اس لیے تھوڑے ہی عرصے بعد اپنے بھائی اعرف محمد سمنانیؒ کو تخت حکومت سپرد کر کے سلطنت سے دست بردار ہو گئے۔ اس کے بعد انہوں نے ہندوستان کا سفر اختیار کیا۔ سمنان کی فوج جو کچھ مرحلوں تک ان کے ساتھ تھی، ان کے حکم پر لوٹ گئی اور انہوں نے اپنا سفر تنہا اختیار کیا۔ ایک مقام پر اپنا گھوڑا کسی ضرورت مند کے حوالے کر دیا اور پاپیادہ ہو گئے۔ ملتان کے راستے اُچ شریف پہنچے۔ حضرت سید جلال الدین بخاریؒ (مخدوم جہانیاں جہاں گشت) سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے انہیں اپنے بھائی شیخ علاء الحق والدین گنج بنات کی خدمت میں

معاون استاد شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی۔

پیش ہونے کا حکم دیا چنانچہ اُچ شریف سے دہلی اور بہار کا سفر طے کرتے ہوئے جنت آباد (پنڈوا شریف) پہنچے اور شیخ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ حضرت شیخ علاء الحق والدین گنج نباتؒ نے سلسلہ طریقت چشتیہ نظامیہ میں بیعت فرمایا۔ (۲)

مفتی محمد اطہر نعیمی فرماتے ہیں کہ:

> "مخدوم صاحبؒ کی اولاد نے جس کا سلسلہ حضرت شاہ عبدالرزاق نور العینؒ سے چلا، کچھوچھہ (بھارت) کے علاوہ دو تبلیغی مرکز اور بنائے۔ ایک شاخ نے بانس ضلع رائے بریلی (؟) کو مرکز بنایا تو دوسری شاخ نے بائیس خواجہ کی چوکھٹ (دہلی) کو مستقر قرار دیا"۔ (۳)

وہ صاحب کرامت اور صاحب تصانیف بزرگ تھے۔ ان کی تعلیمات وارشادات کے سلسلہ میں جو کتابیں موجود ہیں ان میں "لطائف اشرفی" زیادہ مشہور ہے۔ یہ کتاب ان کی حیات میں خلیفہ مولانا نظام الدین یمنیؒ نے ترتیب دی۔ اس کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ (۴) راقم الحروف کے زیر مطالعہ لطائف اشرفی کا حصہ اول ہے جس کے مترجم علامہ شمس بریلویؒ ہیں۔ جون ۱۹۹۹ء میں سہیل پریس پاکستان چوک کراچی سے طبع ہوئی۔ اس کے ناشر نذر اشرف شیخ محمد ہاشم رضا اشرفی ہیں۔

کتاب مذکورہ کا پہلا لطیفہ توحید اور اس کے مراتب پر مبنی ہے۔ راقم الحروف حضرت سید سمنانیؒ کے افکار کی روشنی میں توحید کے مراتب بیان کرنے کی سعی کر رہا ہے۔

عقیدۂ توحید: اسلام کے بنیادی عقائد میں ایک اور پہلا عقیدہ توحید ہے۔ توحید کے معنی ایک اور یکتائی کے ہیں۔ کائنات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے وہ واحد اور یکتا ہے تمام انبیاء کرام علیہم السلام اسی عقیدے کی تبلیغ اور اشاعت کرتے رہے۔

مخدوم شیخ سمنانیؒ توحید کی حقیقت اور اس کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں کہ: "عاشق کا محبوب کی صفات میں فنا ہو جانا توحید ہے"۔ (۵) اس قول سے اندازہ کیا جا سکتا ہے ان کا انداز نظر کیا تھا۔

توحید کے مراتب: شیخ سمنانیؒ نے توحید کے چار مراتب بیان کیے ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ توحید ایمانی ۲۔ توحید علمی ۳۔ توحید رسمی ۴۔ توحید حالی

انہوں نے چاروں مراتب کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

۱۔ توحید ایمانی: فرماتے ہیں:

> "توحید ایمانی یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ (عزوجل) کے اوصاف لاثانی اور اس کے ایک معبود حق ہونے کے اشارات اور دلائل جو قرآن اور حدیث میں بیان ہوئے ہیں ان کی دل سے تصدیق کرے اور زبان سے اقرار کرے"۔
>
> "توحید ایمانی نتیجہ ہے خبر دینے والے کو سچا ماننے اور خبر کی سچائی پر اعتقاد رکھنے کا، اور یہ مرتبہ توحید، علم ظاہر سے حاصل ہوتا ہے۔ توحید ایمانی اختیار کرنے سے انسان شرک جلی سے بچتا ہے اور دین اسلام میں داخل ہوتا ہے"۔ (۶)

شرک جلی سے مراد کھلا شرک ہے۔ اس کی بھی چار اقسام ہیں: (۱) ذات میں شرک۔ (۲) صفات میں شرک۔ (۳) عبادت میں شرک۔ (۴) اقتدار میں شرک۔

توحید ایمانی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: "صوفیائے کرام، ضروریات دین کے حکم میں عام اہل ایمان کے ساتھ اس مرتبہ میں شامل ہیں البتہ دوسرے مراتب میں یکتا اور خاص ہیں۔ اس مرتبہ پر قناعت کر لینا عجائز کا اختیار کرنا ہے"۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا۔ **علیکم بدین العجائز** (یعنی بوڑھی عورتوں جیسا دین رکھو)۔ (۷) (یعنی پختہ دین، پختہ عقیدہ اور پختہ نظریہ اختیار کرنا)

۲۔ توحید علمی: شیخ سمنانیؒ فرماتے ہیں:

> "توحید علمی علم باطن سے تعلق رکھتا ہے اور یہ باطن سے حاصل ہوتا ہے جس کو "علم الیقین" بھی کہتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ بندہ ابتدائے طریق تصوف میں ہی یقین سے اس بات کو جان لے کہ موجود حقیقی اور موثر مطلق سوائے اللہ تعالیٰ عزوجل کے اور کوئی نہیں اور جملہ ذوات وصفات وافعال اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات وافعال کے آگے بالکل ناچیز ہیں اور ہر ذات کے فروغ کو خداوند تعالیٰ کے نور حیات کا نتیجہ سمجھے اور ہر صفت کو اللہ تعالیٰ کی صفت مطلق کا عکس جانے۔ بس جہاں کہیں قدرت، علم، ارادہ، سمع وبصر کا اثر دیکھے اس کو باری تعالیٰ کے سمع وبصر، علم وارادت وقدرت کا

اثر سمجھے۔ اسی طرح تمام دوسری صفات وافعال پر قیاس کرے“۔ (۸)

شیخ یہ بھی فرماتے ہیں کہ:

> ”یہ حالت وکیفیت اہل خواص واہل توحید کے اولین احوال کے مراتب میں سے ایک مرتبہ ہے“۔ (۹) یعنی خواص پہلے اس مرتبہ پر فائز ہوتے ہیں پھر اگلے مرتبے کو پہنچتے ہیں۔

۳۔ توحید رسمی: تیسرا مرتبہ توحید رسمی ہے۔ جیسے ایک ہوشیار اور ذہین آدمی کتابوں کے مطالعہ سے یا کسی بزرگ سے سن کر توحید کے بارے میں گفتگو کرے اور بحث ومباحثہ میں بے مغز باتیں کرے لیکن حال توحید سے اس کے دل میں کوئی اثر نہ ہو۔ (۱۰)

اس بات کو اقبال نے کیا خوب انداز میں بیان کیا ہے:

خرد نے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل دل ونگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں (۱۱)

شیخ سمنانیؒ فرماتے ہیں کہ:

> ”وجود انسانی جو کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا محض ایک ذرہ ہے اور فنا ہونے والا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو جو کہ قدیم ہے باقی رہنے والا ہے اوراس کی لامحدود صفات ہیں اس کی حقیقت کو کیسے جان سکتا ہے“۔ (۱۲)

۴۔ توحید حالی: چوتھا مرتبہ توحید حالی ہے اس مرتبہ میں توحید کی صفت لازم ہو جائے اور اس کے وجود کی جو تاریک علامات باقی رہ گئی ہیں، وہ نور توحید کی چمک میں گم ہو جائیں۔ نور توحید اس کے وجود میں پوشیدہ طور پر داخل ہو جائے جیسا کہ تاروں کی روشنی آفتاب کی روشنی میں فنا ہو جاتی ہے۔

اس مرتبہ میں موحد کا وجود، واحد کے جمال وجود کے مشاہدہ میں ایسا غرق ہوتا ہے کہ واحد کی ذات وصفات کے سوا اس کی نگاہوں میں کچھ بھی نہیں سماتا۔ یہاں تک کہ توحیدی اس توحید کو واحد کی صفت جانتا ہے اور اپنی صفت خیال نہیں کرتا اور اس مشاہدہ کو بھی اسی کی صفت قرار دیتا ہے اس طریقے میں اس کی ذات قطرہ آب کی طرح سمندر کی موجوں میں گرتی ہے اور اس میں ڈوب کر گم ہو جاتی ہے۔ (۱۳)

شیخ سید سمنانیؒ فرماتے ہیں کہ:

> ”مشاہدہ (ذات) کے وقت آلام کا ادراک و احساس نہیں ہوتا ہے۔ اس لیے کہ لذت شہود جاری و ساری ہوتی ہے“۔

اور یہ کہ:

> ”ایک شخص کو سو کوڑے لگانا تھے اس کو ننانوے کوڑے لگائے گئے اور وہ مضطرب نہیں ہوا لیکن آخری کوڑے پر، بہت چیخا چلایا اور بے قرار ہوا۔ اس سے اس کیفیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اس نے کہا کہ ۹۹ کوڑے تک میں مشاہدہ محبوب میں غرق تھا۔ لذت مشاہدہ کے باعث مار کی تکلیف محسوس نہیں ہوئی لیکن آخری کوڑے پر میں اس مشاہدہ سے محروم تھا، اس کی یاد سے غافل تھا اس لیے چوٹ محسوس ہوئی“۔ (۱۴)

اس مرتبے کو ہم ان عورتوں کی مثال سے بھی سمجھ سکتے ہیں جنھوں نے سیدنا یوسف علیہ السلام کا دیدار کیا اور اپنا ہوش کھو بیٹھیں اور اپنی انگلیاں کاٹ لیں اور انھیں احساس بھی نہیں ہوا اور نہ تکلیف محسوس ہوئی۔ (فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ وَأَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَأً وَآتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا وَقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا هَٰذَا بَشَرًا إِنْ هَٰذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ)

بس یہی صورت حال مرتبہ توحید حالی میں توحیدی کی ہوتی ہے۔

شیخ سید سمنانیؒ فرماتے ہیں:

> ”جب طالب صادق میں بطور خاص مراقبہ کرتا ہے تو اس کا وصف لازم ہو جاتا ہے جیسے کان میں سننے کی قوت اور آنکھ میں دیکھنے کی قوت۔ چنانچہ نور شہود کا ظہور اور حضور وجود کا صدور اس قدر غالب آ جاتا ہے کہ کبھی کبھی اس سے حواس قطعی طور پر کام نہیں کرتے“۔ (۱۵)

فرماتے ہیں:

> ”جب شہود کی آگ کسی عارف کے وجود کی انگیٹھی میں جلتی ہے اور

شعلہ زن ہوتی ہے تو اس حالت میں اگر عارف کسی پر شرارہ بہ مقدار تصرف کر لے جب بھی اس کا اثر سرایت کرے گا"۔ (۱۶)

"مشاہدے کی بدولت ہر شخص کو اس کے تصفیہ قلب اور تزکیہ باطن کے اعتبار سے مختلف مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ یکساں طور پر حاصل نہیں ہوتے"۔

"توحید حالی کا منشا نورِ مشاہدہ ہے اور توحید علمی کا منشا نورِ مراقبہ ہے۔ اس توحید حالی میں اکثر رسوم بشریت فنا ہو جاتے ہیں۔ توحید علمی میں بہت کم، رسوم بشریت فنا ہوتے ہیں اور کچھ باقی رہتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ توحیدی، افعال انسانی سرانجام دے سکے اور توحیدی کے اقوال میں شائستگی پیدا ہو سکے۔ یہی سبب ہے کہ حال حیات میں حق توحید جیسا کہ ادا کرنا چاہیے اس سے ادا نہیں ہوتا"۔ (۱۷)

حواشی و حوالہ جات

(۱) روزنامہ جنگ، کراچی (جمعرات ۲۱/اکتوبر ۱۹۹۹ء)، ادارتی صفحہ۔ (۲) یمنی، نظام الدین، لطائف اشرفی، کراچی، سہیل پریس، ۱۹۹۹ء) جلد اول، ص ۳ تا ۵۔ (۳) روزنامہ جنگ، کراچی (پیر ۶/اگست ۲۰۰۱ء)۔ (۴) روزنامہ جنگ، کراچی (جمعرات ۲۱/اکتوبر ۱۹۹۹ء)۔ (۵) لطائف اشرفی، جلد اول، ص:۲۵۔ (۶) ایضاً، ص:۳۵۔ (۷) ایضاً، ص:۳۵۔ (۸) ایضاً، ص:۳۵۔۳۶۔۳۷۔ (۹) ایضاً، ص:۳۷۔ (۱۰) ایضاً، ص:۳۸۔ (۱۱) اقبال، ضرب کلیم، (لاہور، شیخ غلام اینڈ سنز، مارچ ۱۹۵۴ء) ص۲۹۔ (۱۲) لطائف اشرفی، جلد اول، ص:۳۸۔ (۱۳) ایضاً، ص:۳۹۔ (۱۴) ایضاً، ص:۴۱۔۴۲۔ (۱۵) ایضاً، ص:۴۱۔ (۱۶) ایضاً، ص:۴۴۔ (۱۷) ایضاً، ص:۴۲۔